

بحث و نظر

حصص اور سرٹیفکیٹوں پر زکوٰۃ

یوسف القرضاوی

آج کے دور میں صنعتی اور تجارتی ترقیات کے نتیجے میں راس المال کی بہت سی نئی صورتیں نکل آئی ہیں جن کو حصص اور سرٹیفکیٹس CERTIFICATES DEBENTURES کہا جاتا ہے۔ ان کاغذی مالیت کی رسیدوں پر خاص بازاروں STOCKE EXCHANGE MARKETS میں تجارتی معاملات اور لین دین کیے جاتے ہیں اور انہیں اسٹاک ایکسچینج کہا جاتا ہے۔ ان رسیدوں حصص اور سرٹیفکیٹوں کو ماہرین مالیت "FINANCE EXPERTS" منقولہ مالیت“ کہتے ہیں اور اس کی وثائقاً آمدنی پر منقولہ مالیت کی آمدنی کا ٹیکس عائد ہوتا ہے اور بعض ماہرین مالیت نے یہ تجویز کیا ہے کہ ان کی اصل مالیت پر بھی حیثیت راس المال کے ٹیکس ہونا چاہئے۔^(۱)

حصص اور سرٹیفکیٹس میں فرق

شرکت پر مبنی بڑی کمپنیوں کے راس المال CAPITAL کے جزئی ملکیت کے حقوق حصص کہلاتے ہیں۔ ان میں ہر حصہ راس المال کے اجزاء کا برابر حصہ ہوتا ہے۔ سرٹیفکیٹ بنک کا یا حکومت یا کمپنی کا لکھا ہوا وہ معاہدہ ہوتا ہے جس کی بنیاد پر وہ اس سرٹیفکیٹ کے حامل HOLDERS کو ایک مقرر تاریخ پر اس سرٹیفکیٹ کی قرض دی ہوئی رقم پر ایک مقررہ فائدہ INTERSTS دینے کا پابند ہو جاتا ہے۔ بہر حال سرٹیفکیٹس اور حصص میں کئی فرق ہیں۔

اگست ۲۰۰۰ء

﴿ ۲۰ ﴾

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی

حصص SHARES بینک یا کمپنی کے راس المال کے ایکہ حصہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ جبکہ سرٹیفکیٹس یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس قدر رقم کمپنی، بینک یا حکومت کے ذمے قرض ہے۔

حصص میں کمپنی یا بینک کے ہونے والے فائدہ کا حصہ اسی مقدار سے کم و بیش ملتا ہے جس مقدار سے فائدہ ہوا ہو اور اگر کمپنی یا بینک کو خسارہ ہو جائے تو خسارہ کا حصہ بھی ان حصص کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جبکہ سرٹیفکیٹس میں ایک مقررہ مقدار پر فائدہ INTEREST ملتا ہے جو کم و بیش نہیں ہوتا۔

سرٹیفکیٹ کا حامل حکومت، بینک یا کمپنی کا قرض خواہ ہوتا ہے اور حصص کا حامل بینک یا کمپنی کے اس جز کا حصہ دار ہوتا ہے۔

سرٹیفکیٹ کی ادائیگی (یا بھانے کی) ایک مدت مقرر ہوتی ہے اور حصص کی ادائیگی کمپنی کے تصفیہ CLEARANCE کے وقت ہوتی ہے

بہر حال سرٹیفکیٹس ہوں یا حصص ہوں ان کی ایک قیمت تو وہ ہوتی ہے جو ان کے اجزاء کے وقت ہوتی ہے اور جو ان پر لکھی ہوئی ہوتی ہے اور ایک ان کی وہ قیمت ہوتی ہے جو اسٹاک ایکسچینج مارکیٹ STOCK EXCHANGE MARKET میں متعین ہوتی ہے، اور دیگر اشیاء کی طرح ان کا دونوں قیمتوں کے لحاظ سے کاروبار ہوتا ہے، اور لوگ انہی کی خرید و فروخت کا کاروبار بنا لیتے اور اس پر فائدہ (منافع) حاصل کرتے ہیں، اور طلب و رسد کے تحت اسٹاک ایکسچینج کے بازار کی قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں، بلکہ ملک کے سیاسی حالات، مالی مراکز کی صورت حال کمپنی کا نفع میں جانا اور ان حصص اور سرٹیفکیٹس پر اصل اور حقیقی ہونے والا فائدہ بھی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جنگ و امن کے بین الاقوامی حالات بھی ان کی قیمتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ حصص کے اجزاء ان کی ملکیت، ان کی خرید و فروخت اور ان سے معاملات حلال ہیں اور ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ جس کمپنی نے وہ حصص جاری کئے ہیں وہ شرعاً کوئی ممنوع کام مثلاً شراب سازی یا اس کی خرید و فروخت، یا قرض کے لین دین میں سودی کاروبار نہ کر رہی ہو۔

بہر حال ان کا شرعی حکم خواہ کچھ ہو یہ بھی حصص کی طرح حامل HOLDER کا راس

اگست ۲۰۰۰ء

﴿۲۱﴾

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی

المال ہوتے ہیں اور اس کی ملکیت ہوتے ہیں۔ تو وہ ان پر کس طرح زکوٰۃ ادا کرے۔

کمپنیوں کے حصص پر کس طرح زکوٰۃ دی جائے؟

اگرچہ علماء نے سرٹیفیکٹس کے بارے میں کم ہی تحریر کیا ہے، لیکن بہر حال ان کے دو نقطہ ہائے نظر ہیں۔

پہلا نقطہ نظر

اس نقطہ نظر کے تحت پہلے یہ دیکھنا ہے کہ کمپنی کی اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ حصص تجارتی ہیں یا صنعتی یا دونوں کا امتزاج ہیں۔ اور اس اعتبار سے کمپنی کی نوعیت کے پیش نظر ان حصص پر زکوٰۃ یا عدم زکوٰۃ کا فیصلہ ہوگا۔ یہ نقطہ نظر شیخ عبدالرحمن عیسیٰ نے اپنی کتاب المعاملات الحدیثہ واحکامہا میں اختیار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ۔

بہت سے لوگوں کو حصص پر زکوٰۃ کا حکم معلوم نہیں ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حصص پر زکوٰۃ نہیں ہے جو کہ غلط ہے اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر قسم کے حصص پر زکوٰۃ ہے لیکن یہ بھی غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کمپنیوں کے حصص کا مسئلہ ان کمپنیوں کی نوعیت پر موقوف ہے۔

اگر حصہ داری کمپنیاں محض صنعتی ہوں اور وہ خود تجارتی عمل نہ کرتی ہوں جیسے رنگ ساز کمپنیاں، ہوٹلوں کو چلانے والی کمپنیاں، ایڈورٹائزنگ کمپنیاں، ٹرانسپورٹ کمپنیاں، ہمدی اور بحری ٹرانسپورٹ کمپنیاں، ٹرام کمپنیاں، اور ہوائی کمپنیاں..... ان کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہیں ہے، اس لئے کہ ان حصص کی قیمت ان آلات، اداروں، عمارتوں اور ان کے متعلقہ کاموں میں لگی ہوئی ہوتی ہے۔

البتہ ان حصص پر ہونے والے منافع پر حصہ داروں کے دیگر مال کے ساتھ ضم ہو کر سال گزرنے پر اور بقدر نصاب ہونے پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔

اور اگر حصہ داری کمپنیاں محض تجارتی کمپنیاں ہوں اور سامان کی خرید و فروخت ان میں کوئی ردوبدل نہیں ہوتا بلکہ صرف خرید و بیع ہو، مثلاً مصری مصنوعات کی

اگست ۲۰۰۰ء

﴿۲۲﴾

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی

فروخت کی کمپنی بیرونی درآمد درآمد کی کمپنیاں اور خام مال خرید کر اور اس کو مصنوعات میں ڈھال کر فروخت کرنے والی تجارتی کمپنیاں، مثلاً پیٹرول، روٹی، پٹ سن اور ریشم وغیرہ کا کاروبار کرنے والی کمپنیاں، اور لوہے اور کھاد کی چیزوں کا کاروبار کرنے والی کمپنیاں۔

ان کمپنیوں کے جاری کردہ حصص پر زکوٰۃ واجب ہے..... یعنی مدار زکوٰۃ یہ ہوا کہ حصص جاری کرنے والی کمپنیاں تجارتی ہوں خواہ ان کے دائرہ عمل میں صنعت داخل ہو یا نہ داخل ہو۔

ان حصص کی موجودہ قیمت کا اندازہ ان کمپنیوں کی ملکیتی عمارتوں، آلات اور اوزاروں کی قیمت وضع کر کے کیا جائے گا۔ ان آلات وغیرہ کی قیمت کم و بیش اس المال کا چوتھائی ہو سکتی ہے، قیمت کی یہ شرح حصص میں سے کم کر کے باقی پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔

اور کمپنیوں کے سال بسال جو حسابات اخبارات میں شائع ہوتے ہیں ان کی مدد سے کمپنیوں کے آلات و اوزار عمارتوں کی قیمتوں کا تعین ہو سکتا ہے۔^(۱)

حصص پر زکوٰۃ کے بارے میں مندرجہ بالا رائے اسی مشہور استدلال پر مبنی ہے کہ منافع بخش عمارتوں اور کارخانوں اور غیر تجارتی نفع بخش اس المال پر زکوٰۃ نہیں ہے یعنی ہوٹلوں، موٹروں، ٹراموں اور ہوائی جہازوں پر زکوٰۃ نہیں ہے نہ ان کے اس المال پر اور نہ ان کے منافع پر جس طرح کہ مال تجارت کے اس المال اور منافع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور زرعی پیداوار کے صرف منافع پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔

اس مذکورہ اساس میں مندرجہ بالا رائے کے اعتبار سے ان صنعتی کمپنیوں میں جو تجارتی معاملات نہ کرتی ہوں اور دیگر (کمپنیوں) میں فرق ہو گیا ہے کہ پہلی قسم کی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہیں ہے اور دوسری کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک شخص ایک ہزار دینار کے درآمد درآمد کی کمپنی کے دو سو

حصص خریدے اور دوسرا شخص ایک ہزار دینار کے کسی پبلشنگ کمپنی کے دو سو حصص خریدے، تو پہلے شخص پر اپنے دو سو حصص پر اور ان کے فوائد پر سامان وغیرہ کی قیمت وضع کر کے ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی جیسا کہ سامان تجارت پر ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرے شخص کے حصص پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہوگی یہ رقم آلات اور عمارت وغیرہ میں لگی ہوئی ہے اور ان حصص پر حاصل شدہ منافع پر بھی فوری طور پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی الا یہ کہ وہ خود بھرتہ نصاب ہو یا دوسرے مال کے ساتھ مل کر بھرتہ نصاب ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس منافع پر زکوٰۃ ہوگی لیکن اگر اس نے اس منافع کو سال گزرنے سے پہلے ہی خرچ کر لیا تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

اس طرح اس شخص پر سالہا سال گزر جانے کے باوجود زکوٰۃ نہیں آئے گی اور پہلا شخص ہر سال حصص پر بھی اور ان کے منافع پر بھی زکوٰۃ ادا کرتا رہے گا..... اور یہ ایسی بات ہے جو اسلامی شریعت کے عدل و انصاف کے برخلاف ہے۔

منافع خش عمارتوں اور کارخانوں وغیرہ کے بارے میں تقلیدی رائے کے برعکس ہماری یہ تین آراء ہیں۔ اور آخری رائے کو ترجیح دی گئی ہے۔

(۱) ان منافع کو مال تجارت مقصود کر کے ہر سال انکی قیمت کا حساب کر کے (چالیسواں حصہ) زکوٰۃ دی جائے۔

(۲) منافع کو مال مستفاد تصور کر کے ان پر زکوٰۃ نقد ادا کی جائے۔

(۳) ان منافع کو زرعی پیداوار پر قیاس کر کے خالص آمدنی پر عشر یا نصف عشر زکوٰۃ دی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ صنعتی اور تجارتی کمپنیوں میں ایسے فرق کی کوئی اساس کتاب و سنت اجماع اور قیاس سے فراہم نہیں ہو سکتی جس کی بنا پر صنعتی کمپنیوں پر زکوٰۃ نہ ہو اور تجارتی کمپنیوں پر زکوٰۃ ہو۔

اسی طرح کوئی وجہ نہیں ہے کہ تجارتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ لی جائے اور صنعتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہ ہو، حالانکہ دونوں ہی کمپنیوں کے حصص راس المال ہیں اور ہر سال نفع دیتے ہیں بلکہ مساوات کمپنی کے حصص کے فوائد تجارتی کمپنی کے حصص کے فوائد سے بڑھ جاتے ہیں۔

اگر ہم حصص کو اس نقطہ نظر سے دیکھیں کہ وہ تجارتی کمپنی کی نوع کے تابع ہو کر اس کے راس المال کا ایک حصہ ہوتے ہیں تو میں یہاں یہ رائے اختیار کروں گا کہ کمپنیوں سے افراد کا سا معاملہ کیا جائے یعنی جب کارخانے اور تجارت گاہیں افراد کی ملکیت میں ہوں۔ اس صورت میں ان صنعتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہیں ہوگی جن کا راس المال عمارتوں اور آلات اور اوزاروں وغیرہ میں لگا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً مطابع، کارخانے، ہوٹل، اور ٹیکسیاں وغیرہ۔ بلکہ ان کے حصص کی خالص آمدنی پر عشر زکوٰۃ لازم ہوگی، جیسا کہ ہم منافع بخش اشیاء کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں اور جیسا کہ ہم کارخانے اور ہوٹل پر اس صورت میں زکوٰۃ عائد کرتے ہیں جبکہ وہ افراد کی ملکیت ہوں۔

تجارتی کمپنیاں جن کا اصل راس المال ان منقولات کی صورت میں ہوتا ہے جن کی تجارت ہوتی ہے اور جو خود باقی نہیں رہتی ہیں تو ان کمپنیوں کے حصص پر ان کی بازار کی قیمت کے اعتبار سے، اور منافع سمیت، اثاثہ ٹائمٹ (مستقل سامان) کی قیمت وضع کر کے ڈھائی فیصد زکوٰۃ عائد ہوگی۔ تاکہ زکوٰۃ گردش میں آئے جو متحرک راس المال پر ہے اور یہی تجارتی کمپنیوں کا معاملہ افراد کی ملکیت میں موجود تجارت گاہوں BUSINESS CENTERS پر ہوگا۔

سرٹیفیکیشن پر زکوٰۃ

سرٹیفیکیشن پر زکوٰۃ کے بارے میں شیخ عبدالرحمن تحریر کرتے ہیں کہ سرٹیفیکٹ بینک کمپنی یا حکومت پر قرض کی ایک رسید ہوتی ہے جس میں حامل کے حق میں ایک محدود مقرر منافع کی ضمانت ہوتی ہے۔ گویا سرٹیفیکٹ کا مالک دین موجد (قرض جس کی ادائیگی کی مدت متعین ہو) کا مالک ہے کہ جب یہ مدت قرض پوری ہوگی تو رقم اس کے پاس آجائے گی اور اس وقت اگر سال گزر گیا ہو زکوٰۃ واجب ہوگی..... اور یہ دین موجد کے بارے میں امام مالک اور امام ابو یوسف کا مسلک ہے۔

لیکن اگر اس (سرٹیفیٹ) کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے کہ وہ دین موجب ہے اسی طرح اگر اس کی ملکیت پر سال نہ گزرا ہو تو بھی زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے سال گزرنے کا بھی شرط ہے، ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ دین مرجو..... جو قرض ایسے مالدار آدمی پر ہو جو قرض کا اعتراف کرتا ہو..... کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ ابو عبید اور جمہور فقہاء کا یہی قول ہے۔ اس لئے کہ دین مرجو PROMISING DEBT ایسا ہی ہے جیسے مالک کے اپنے قبضہ میں ہو۔

اس قول سے سرٹیفیٹ کے بارے میں وضاحت ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ خاص قرض ہیں اور ان قرضوں سے مختلف ہیں جن سے ہمارے فقہاء متعارف رہے ہیں، اس لئے کہ ان سے قرض دہندہ کو فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اگرچہ یہ فائدہ INTEREST حرام ہوتا ہے لیکن حرمت سے زکوٰۃ پر چھوٹ نہیں ملتی بلکہ فقہاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ حرام زیورات پر زکوٰۃ ہے جبکہ حلال زیورات پر زکوٰۃ ہونے کے بارے میں ان کے مابین اختلاف ہے۔

دوسرا نقطہ نظر حصص کو سامان تجارت تصور کرنا :

پہلے ہمارے بیان کردہ نقطہ نظر کے علاوہ ایک اور نقطہ نظر یہ ہے کہ حصص کو ان کی کمپنیوں کے تابع کر کے نہ دیکھا جائے اور اس طرح ان کے حکم میں فرق نہ کیا جائے بلکہ سب ہی کو ایک ہی نقطہ نظر سے دیکھا جائے اور جاری کرنے والی کمپنی سے قطع نظر انھیں ایک ہی حکم کے تحت لایا جائے۔

چنانچہ ہمارے اساتذہ ابو زہرہ، عبدالرحمن حسن اور خلاف کی رائے یہ ہے کہ حصص اور سرٹیفیکٹس مال برائے تجارت ہیں اور ان کا مالک خرید و فروخت کے ذریعے ان کی تجارت کرتا اور ان سے اس طرح کسب کرتا ہے جس طرح تاجر اپنے سامان پر کسب کرتا ہے اور جو قیمت حقیقی اس کی بازار میں معین ہوتی ہے وہ اس کی لکھی ہوئی قیمت سے مختلف ہوتی ہے، اس لحاظ سے یہ سامان تجارت ہو گئے اور تمام اموال تجارت کی طرح محل زکوٰۃ بن گئے۔ اور ان میں بھی وہی لحاظ

ہو گا جو کہ سامان تجارت میں ہوتا ہے۔^(۱)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سال کے اختتام پر سرفیکٹ کی بازاری قیمت کے حساب سے اور اس کے منافع کے لحاظ سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہوگی، بشرطیکہ یہ قیمت اور اس کا منافع بقدر نصاب ہو جائیں یا پہلے سے موجود مال سے مل کر بقدر نصاب ہو جائیں۔ پھر اس میں سے حقیقی اور اصل ضرورتوں کی مقدار وضع کی جائے گی یعنی بایں صورت کہ اس کے حامل کے پاس ان سرفیکٹس کے علاوہ کوئی ذریعہ آمدن نہ ہو، مثلاً کوئی بیوہ اور یتیم ہو اس کے بعد باقی منافع اور اصل مالیت پر زکوٰۃ لازم آئے گی۔

شاید یہ نقطہ نظر پہلے سے زیادہ موزوں اور مناسب اور افراد کی ضرورتوں کے زیادہ مطابق ہے کہ ہر حصہ دار کو اپنے حصص اور ان پر حاصل شدہ منافع معلوم ہوتا ہے اور وہ با آسانی ان پر زکوٰۃ نکال سکتا ہے۔

مختلف پہلے نقطہ نظر کے اس میں مختلف کمپنیوں کے حصص میں فرق کیا گیا ہے کہ بعض کی آمدنی پر زکوٰۃ ہے اور بعض کی اصل قیمت اور منافع دونوں پر زکوٰۃ ہے۔ جس میں ایک عام آدمی کے لئے خاصی مشکلات COMPLICATION موجود ہیں۔

اس لئے ہماری رائے میں اس دوسرے نقطہ نظر کو اختیار کرنا زیادہ موزوں ہے کہ یہ حساب

حلقہ الدارسات الاجتماعیہ .. الدور الثانیہ: ص ۲۴۲

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان اساتذہ نے حصص اور سرفیکٹس کو یکساں سطح پر رکھا ہے اور سرفیکٹس کے دین موجد ہونے کے لحاظ سے ان کے حکم میں فرق نہیں کیا ہے جس طرح کہ (الاعلامات المدیہ) کے مصنف نے کیا ہے۔ اور یہ ایک معاملہ ہی صحیح نقطہ نظر ہے۔ یہاں پر ایک شبہ ذکر کر کے انھوں نے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ سرفیکٹس قرض ہیں، جو ایک قرض خواہ سے دوسرے کو منتقل ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح یہ قرض اس کو منتقل ہو جاتا ہے، جس پر کہ درحقیقت قرض نہیں ہے اور جو پیشتر فقہاء کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس میں خبث بھی موجود ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ سرفیکٹس دراصل سامان تجارت بن جاتے ہیں اگر ہم ان سے زکوٰۃ رفع کر لیں کہ اس میں حرمت موجود ہے تو لوگ اس کی خریداری پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح حرام پر آمادہ کرنا ہوگا۔ نیز یہ کہ صدقات میں کسب خبث کا صرف شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ اسے صرف کیا جانا چاہئے، اگرچہ وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ کسی شخص سے اس نے بغیر حق لیا ہے جیسا کہ فقہاء کا یہ عمومی قاعدہ ہے۔

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۲۷﴾ اگست ۲۰۰۰ء
میں بھی زیادہ سہل ہے۔ لیکن اگر کوئی ”اسلامی حکومت“ کمپنیوں سے خود زکوٰۃ وصول کرے تو اس صورت میں میری نظر میں پہلی رائے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم!

کیا کمپنیوں کی آمدنی پر زکوٰۃ مع حصص لی جائے گی؟

اگر ہم حصص کو تجارتی راس المال متصور کر کے ان پر زکوٰۃ عائد کریں تو کیا خود کمپنیوں پر بھی ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی جبکہ ان کا راس المال یہی حصص ہوتے ہیں۔ ابو زہرہ اور ان کے دونوں ساتھی فرماتے ہیں کہ حصص اور سرٹیفکیٹس کے تجارت کنندگان پر جو زکوٰۃ ہوتی ہے وہ کمپنیوں پر عائد زکوٰۃ سے مختلف ہوتی ہے، کیونکہ کمپنیوں پر زکوٰۃ اس پہلو سے عائد ہوتی ہے کہ صنعت کے ذریعے اموال شرکت نامی بن گئے ہیں۔ جبکہ حصص جن کی تجارت کی جا رہی ہے وہ سامان تجارت ہونے کے لحاظ سے نامی ہیں۔

دو مرتبہ زکوٰۃ عائد کرنا ممنوع ہے

مندرجہ بالا رائے کے اعتبار سے اگر ایک شخص کے پاس کسی صنعتی کمپنی کے ایک ہزار دینار کے حصص ہوں، جو اسے سال کے آخر میں دو سو دینار خالص منافع دیں، تو وہ ۱۲۰۰ دینار کی مجموعی مالیت پر ڈھائی فی صد یعنی تیس دینار ادا کرے گا۔

مگر جب کمپنی کے خالص منافع پر حساب عشر ۱/۱۰ زکوٰۃ لی جائے گی تو اس ایک ہزار دینار اور اس کے منافع پر دو مرتبہ زکوٰۃ آجائے گی۔ یعنی حصص کے مالک سے ایک مرتبہ تاجر کی حیثیت میں زکوٰۃ لی گئی اور اس کے حصص کی مالیت اور منافع پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ لی اور دوسری مرتبہ پیداوار کرنے والے کی حیثیت میں زکوٰۃ لی گئی اور اس کے منافع پر زکوٰۃ لی یا دوسرے الفاظ میں کمپنی کی آمدنی پر عشر (۱/۱۰) لے لیا۔

اور ایسا ازدواج (دو مرتبہ ایک ہی مال پر ایک ہی سال میں زکوٰۃ عائد ہونا) از روئے شریعت ممنوع ہے۔

ہمیں دونوں زکوٰۃ میں سے کوئی ایک لینی ہوگی یا تو ہم حصص کی قیمت اور ان کے منافع پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ لیں یا کمپنی کی آمدنی پر عشر لیں۔